ع بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

جنرل صاحب نے اقتدار کی شب زفاف کو طویل تر کرنے کے لیے سابقہ حکومت پہ اسلام کے ساتھ ناانصافی کا الزام تراشا اور سابقہ دس برس کی ملامتوں کو غسل دینے کے لیے شریعت آرڈیننس کے نفاذ کا اعلان کر دیا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کام ۱۹۷۷ء میں کیوں نہ کیا گیا ؟

۷۷ء سے ۸۸ء تک کون سے موانعات تھے جنہوں نے اس قسم کے ہلکے پھلکے آرڈی ننس کے نفاذ کو روکا ؟ اور اب کیا اس اعلانِ زور کے بعد اسلام نافذ ہو جائے گا ؟

ہم پوری دیانت داری کے ساتھ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ صدر صاحب نے جن ہاتھوں میں اسلام کا تنِ نازک دیا ہے یہ وہی ماڈرن سولائیزڈ بیورو کریٹس ہیں ۔

جو اپنے تقاضوں، اپنی خواہشوں اور اپنی مرضیات کے ماتحت نفاذِ اسلام کا عمل جاری کریں گے اور ان اباحت پرستوں اور توسیع پسندوں سے یہ توقع عبث ہے کہ یہ لوگ اسلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات و تعبیرات اور صحابہؓ کے تعامل اور مجتہدین کی برسوں کی کاوشوں کے عین مطابق نافذ کریں گے نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ یہ ترمیم پسند ٹولہ اسلام کو اپنی گناہ آلود فکری ترمیموں سے داغدار کریں گے اور ان بدنما داغوں کو اسلام کہہ کے نافذ کریں گے ان کی برس ہا برس کی خواہش کو صدر صاحب نے بڑے خوبصورت اور مقدس لب ولہجہ میں پورا کر دیا ہے حالانکہ وہ اس پر بھی راضی نہیں ہیں اور ہم بھی اس پر راضی نہیں اس لیے کہ ہم اس آرڈی ننس کو نفاذِ اسلام کے لیے نامکمل بلکہ ناقص سمجھتے ہیں اور یہ جدیدیئے اپنی حرص و آز کی تکمیل نامکمل سمجھتے ہیں ہمارے نزدیک اس پراسس سے اسلام نہیں آئے گا، مستغربین کی خواہش پوری ہوگی اور مستغربین کے لیے "ملائیت" کے چھٹکارے کے لیے ۲۰ سالہ مارشل لاء پلان کے ماتحت لانگ پراسس کا حسین موقع مل گیا کہ اسلامائزیشن بذریعہ مستغربین عین منشاء ہے ۔

اور اس اعلانِ زور کا سب سے بڑا فائدہ کیمونزم کے بڑھتے ہوئے فکری انتشار کو روکنے میں مضبوط سہارے کا مل جانا ہے ۔ کہا جا سکتا ہے آپ لوگ کسی پہلو راضی نہیں ہوتے بات ہماری رضامندی کی نہیں اصولوں کی ہے، اصول ہیں عدل و تقویٰ! اور جن لوگوں کے ہاتھوں میں اختیار کی باگ ہے وہ خود بگڑے ہیں اور نہ صرف یہ کہ عدل و تقویٰ سے محروم ہیں بلکہ وہ لوگ فسق و فجور میں علانیہ ملوث ہیں اور اگر ایک قدم آگے بڑھ کر بات کی جائے تو وہ بھی غلط نہیں کہ یہ لوگ فسق و فجور کے پروردگار ہیں اور ان کا اختیار و اقتدار گناہ کی بھٹیوں کا ایندھن اور بستی کے حرامیوں کی زینت ہے۔

سید عطاء المحسن بخاری

مولانا عبید اللہ سندھی اور مسئلہ نزولِ مسیح علیہ السلام

مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ نے اپنی زندگی اور اپنے خود ساختہ مناصب کے لئے جہاں قرآن و حدیث میں تحریف، تغیّر و تبدّل کیا وہاں ہم عصر علماء یا اسلاف کی عبارتوں کو بھی اپنے حق میں اسی "فنِ تحریف" سے خوب استعمال کیا مرزا جی کی جسمانی اور روحانی نسل نے بھی حق رفاقت ادا کرتے ہوئے یہی وطیرہ اختیار کیا ہوا ہے اور ہمارے اسلاف کی عبارتوں کو حذف و مسخ کرکے لوگوں کو قائل کرتے رہتے تھے کہ جناب فلاں نے ایسے لکھا ہے، تو اگر مرزا صاحب نے اس طرح لکھ دیا تو کیا عذاب آ گیا۔ اور مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی مذموم کوششیں کرتے رہتے ہیں کہ مرزا صاحب بھی اُمت کے دیگر علماء کی طرح ایک مصلح ہے اور انکا یہ وطیرہ خصوصاً حضرت عیسٰی روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات، مارفع، اور نزول کے بارے میں بہت اذیت ناک ہے لطف کی بات یہ ہے کہ مرزائی اس کارروائی کے لئے دین نہ جاننے والوں پر شبخون مارتے ہیں اور وہ نادان جھٹ سجدے میں گر جاتے ہیں پھر احرار کے پاس بھاگے بھاگے آتے ہیں کہ مارے گئے جی ایک مرزائی نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے، کوئی آدمی دیں۔ میں نے بہت سے آنے والوں کو جواب دیا کہ جس آدمی کی آپ کو تلاش اور ضرورت ہے وہ آدمی آپ کے اندر ہے اسے جگا لیں بیدار و ہوشیار کریں مرزائی بھاگ جائے گا اس دور کے معاشی حیوانوں کو یہ بات سمجھ ہی نہیں آئی وہ دنیا کے پیچھے یوں بھاگ رہے ہیں کسی اور کی تو کیا انہیں اپنی بھی ہوش نہیں ہوتی بس انہیں تو بارہ پندرہ سو گھنٹے کام کرنے کے بعد شام کو تجوری بھری ہوئی ملنی چاہیئے اس کے لئے وہ کبھی ہمارے پاس نہیں آتے اپنے آپ میں مگن رہتے ہیں باقی کائنات سے بُری طرح غافل ہیں۔ گزشتہ کئی برس سے مجھے مرزائیوں کے بعض گروہوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ گفتگو بھی ہوئی، ان میں سے بعض نے کہا کہ مولانا عبید اللہ سندھی نے حیات عیسٰی علیہ السلام کا انکار کیا ہے، میں نے کہا ایسا ہرگز نہیں مولانا تو عیسٰی علیہ السلام کے نزول کے قائل ہیں۔ اور جو شخص نزول کا قائل ہے وہ لازماً اس بات کا بھی قائل ہے کہ سیدنا مسیح مقدس علیہ السلام آسمانوں میں زندہ ہیں قیامت کے قریب نازل ہوں گے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ قرآن کی تفسیر لکھیں دوران کی نگاہ سے قیامت و علامات قیامت کی آیات اوجھل رہ گئی ہوں۔ مولانا کی تفسیر میں

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۝	؎ اور وہ قیامت کی علامت ہے اس میں مت شک کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے ۔

(پ ۲۵ سورۂ زخرف)

والا مقام پڑھے بغیر مولانا کے ذمہ انکار حیات عیسیٰ تہمت کے سوا کچھ نہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمین پر نزول کا عقیدہ انہیں آسمانوں میں زندہ ماننے بغیر درست ہی نہیں جو اوپر نہیں ہے وہ نیچے کیسے آئے گا۔ میں چاہتا تھا کہ جن لوگوں کے پاس مولانا کی تفسیر قلمی موجود ہے ان سے مل کر اس مقام کو دیکھا جائے مگر اپنی معروفیت اور غفلت نے اُس چشمۂ صافی تک نہ پہنچنے دیا۔ اپریل کے اوائل میں مولانا محمد صدیق ولی اللّٰہی جو مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کے تلمیذ ہیں اور ہمارے دیرینہ کرم فرما وہ تشریف لائے تو ان سے اس مسئلہ پر بڑی تفصیل سے گفت و گو کی تو مولانا نے شفقت کی اور مولانا سندھی کی شرح سطعات کا جو قلمی نسخہ مولانا محمد صدیق کی لائبریری کی جان ہے ۔ اس کا فوٹو سٹیٹ عنایت کیا اور ساتھ ہی مولانا کا رسالہ محمودیہ بھی عنایت کیا۔ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مولانا کی دونوں کتابوں کی عبارتیں نقل کرتا ہوں۔ قارئین پڑھ کر فیصلہ فرمائیں کہ مولانا سندھی حیات عیسیٰ کے قائل ہیں یا منکر؟

مرزائی، مرزائی نواز دونوں پڑھیں شاید عقل بینا ہو جائے مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ نے امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ کی دعوت وارشاد اور دینی انقلاب کی تعلیم کے لئے امام کی کتابوں اور عبارتوں کو منتخب کیا اور انہیں میں سے منتخب عبارتوں کو جمع کر کے رسالہ مرتب کیا۔ جس کا نام "محمودیہ" رکھا ان کے شاگرد شیخ بشیر احمد لدھیانوی مرحوم نے اس کا اردو ترجمہ "عبیدیہ" کے نام سے کیا محمودیہ صفحہ نمبر ۲۴/۲۴ عبیدیہ صفحہ نمبر ۲۵/۲۷ پر یوں رقم فراز ہیں کہ

قال الامام ولی اللہ فی التفہیمات الالٰہیۃ	امام ولی اللہ دہلوی تفہیمات الٰہیۃ ج ۲ صفحہ ۱۲ میں
فالھمنی ربی جل جلالہ انک انعکس	فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بذریعہ الہام سمجھایا
فیک نور الاسمین الجامعین نور الاسم	ہے کہ تجھ پر دو جامع اسموں کا نور منعکس ہوا ہے
المصطفوی والاسم العیسوی علیھما	اسم مصطفوی اور اسم عیسوی علیہما الصلوۃ والسلام
الصلوٰت والتسلیمات فعسیٰ ان تکون سادۃ	تو عن قریب کمال کے رافق کا سردار بن جائے گا اور

؎ عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا

لافق الکمال غاشیاً لاقلیم القرب فلن یوجد بعدک الا ولک دخل فی تربیته ظاهراً وباطناً حتی ینزل عیسیٰ علیہ السلام۔

قرب الٰہی کی اقلیم پر حاوی ہو جائے گا تیرے بعد کوئی مقرب الٰہی ایسا نہیں ہو سکتا جس کی ظاہری اور باطنی تربیت میں تیرا ہاتھ نہ ہو۔ یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں۔

شرحِ سطعات کی عبارت

(۲) انسان کو اپنا حال اور مستقبل خود سوچ کر پروگرام بنانا چاہیئے ماضی پر فخر کرتے رہنا احمقوں کا کام ہے اور محض مستقبل میں کسی بڑے مصلح کا منتظر رہنا اس سے بھی زیادہ حماقت ہے۔ اول تو اس کا یقین نہیں کہ وہ مصلح ہمارے زمانہ میں آئے گا۔؟ فرض کیجئے وہ ہمارے زمانہ آتا ہے تو ہم یقین کر سکتے ہیں کہ وہ صرف فعال طاقتوں کو اپنے ساتھ لے گا۔ لولے لنگڑے اور قاعدین کو تو وہ اپنے پاس تک نہیں آنے دے گا اس قسم کا فکر رکھنے کے ہم دشمن نہیں ہیں کہ ایک مصلح آئے گا۔ اس لئے کہ سنی وشیعہ اس میں مبتلا ہیں اور حدیث میں اس کی وضاحت آچکی ہے اس موضوع پر ہم کسی سے جھگڑنا نہیں چاہتے لیکن یہ بات ہم دونوں طاقتوں کو دکھا سکتے ہیں کہ ان کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو فعالیت کے ایسے بلند مقام پر پہنچا دیں کہ یہ لوگ اس آنے والے مصلح کے باڈی گارڈ اور وزیر اعظم ہو کر کام کریں ایک مذہبی جماعت کے لیے اس کا ماننا ضروری ہے اس لیے ہم اس کی رد کی طرف متوجہ نہیں ہوتے قوموں میں بلند تخیل پیدا کرنا ایک دن کا کام نہیں ہے اگر کسی قوم میں بلند تخیل پیدا ہو گیا ہے تو اس میں جو غلطیاں ہوں نکال دینی چاہیئں" شرح سطعات قلمی صفحہ ۲۲۳ مولانا مرحوم ولمغفور نے بڑی وضاحت سے یہ بات فرمائی ہے کہ نہ تو وہ کسی کی حیات کے منکر ہیں نہ کسی کے نزول کے بلکہ بات تو صرف یہ ہے جب تک کوئی آنے والا نہ آئے تم ہاتھ پہ ہاتھ رکھے بیٹھے رہو اور دعوت و انقلاب کا عمل نبوت چھوڑنے کا گناہ عظیم کرتے رہو زندہ رہنے والی قومیں ایسے مکروہ رویے کو دینی عمل کہیں تو بہت ہی ذلت کی بات ہے مولانا کے ہاں امت محمدیہ کی زبوں حالی کی بنیادی وجہ عملِ انقلاب کا ترک ہے اور آنے والے انتظار، جبکہ حدیث مبارکہ اور قرآن حکیم کے واضح احکام ہیں کہ کامیابی اور فلاح ان لوگوں کے لئے ہے جو جد وجہد میں مصروف رہتے ہیں۔ کنج عافیت میں بیٹھ کر خیرہ چشمی سے تماشا کرنے والوں کے لئے نہیں"

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

زندگی کی کشادہ راہیں انہی لوگوں کے لئے ہیں جو جہادِ زندگی کے عاملین ہیں۔